حضرت مخدوم اشرف سمنانی کی سیرت وفضائل پر ایک جامع تحریر

محبوب یزدانی

غوث صمدانی

حضرت مخدوم اشرف سمنانی

رحمۃ اللہ علیہ

❖ راقم الحروف

محمد آفتاب اشرفی

مخدوم اشرف سمنانی کی سیرت و فضائل پر ایک نظر

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا حرمت روح پیمبر یک نظر کن سوئے ما
اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

بندگان خدا میں سے جن نفوس قدسیہ کو اللہ جل شانہ نے اپنے قربت خاصہ اور اپنے عرفان کی بیش بہا قیمت سے نوازا ہے انہیں رفیع المنزلت بزرگ ترین ہستیوں کو اولیاء اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دنیا میں زہد اور اغیار سے بے رغبتی، ہر آن اور ہر لحظہ یار کی یادوں میں بسر کرنا ازل ہی سے جن کا مقدر ٹھہرا، ابد سے ہی عظمتوں اور رفعتوں کی دستار جن کے سروں پر سجادی گئی، جنھوں نے مجاہدے کی پر خار اور دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر کے تصفیۂ باطن اور تزکیۂ قلب کی مقدس وادیوں سے گزر کر اطاعت الٰہی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا شیوہ بنالیا، ان کے مقام کی رفعت وبلندی کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ رب ذوالجلال نے ان کی عظمت کے خطبے کلام مقدس قران مجید میں پڑھے ہیں، نیز حضور فخر رسول، مختار کل احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے احادیث طیبہ میں ان کے مقام و مرتبے کو آشکار فرمایا ہے بطور نمونہ بخاری شریف کی مشہور حدیث قدسی ہی کو گوش گزار فرمالیں جس میں رب تعالی فرماتا ہے **من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب** کہ جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے اس کے لیے میری کھلی جنگ کا اعلان ہے، نیز فرمایا **لان سالني لأعطينه** کہ اگر وہ مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور بالضرور عطا فرماتا ہوں۔(صحیح بخاري، حدیث ٦٥٠٢) اس حدیث سے ہی ان کی علو مرتبت کا اجمالا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

ان بلند پایہ ہستیوں کا وجود مسعود رشد و ہدایت کا نیر تاباں ہوتا ہے جن کے نور سے مستنیر ہو کر بے شمار گم گشتگان راہ ہدایت صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ہیں، جن کی عشق الٰہی میں مخمور نگاہ ناز سے ہزاروں سالکان راہ طریقت، سلوک اور طریقت کے دریا کو عبور کر کے واصل باللہ ہو جاتے ہیں، جن کی ذات والا صفات بے سہاراؤں کا سہارا اور دردمندوں کا درماں ہوتی ہے۔

الغرض اگر ان کی ثنا و توصیف بیان کی جائے تو ہزاروں صفحات نہ کافی ہوں، بلکہ دفتر کے دفتر ناوافی ٹھہریں، آسمان ولایت پر بدر منیر کی مانند درخشاں اور تابندہ باکمال اور نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے سرفہرست ایک بہت بڑا نام قدوۃ

الکبری، اوحد الدین، تارک السلطنت، غوث العالم، محبوب یزدانی میر سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کا بھی ہے، آپ علم و عرفان کے بحر ذخار، اور آسمان ولایت کی درخشاں آفتاب ہیں، آپ غریق بحر عشق الہی اور سیرت مصطفوی کے عملی نمونہ تھے، آپ قوت ایزدی کا کھلا کرشمہ اور سید الانبیاء کے عظیم معجزہ تھے۔

زہد ورع، جود و سخا، تسلیم و رضا، شکر و صفا، عشق و وفا، ذہانت و فطانت، صداقت و امانت، شجاعت و قناعت، جرأت و دلیری، تحمل و بردباری وغیرہ خصائل حمیدہ آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں طور پر نظر اتی ہیں۔ چند صفحات پڑھ کر آپ کی شخصیت سے کماحقہ آشنائی نہیں ہو سکتی، بلکہ اس مقام پر تو ہزار صفحات بھی اپنی کم وسعتی کا اظہار کرنے لگیں، ذیل میں آپ کی حیات مبارکہ اور فضائل و کمالات کے چند گوشوں پر اختصارا روشنی ڈالی جاتی ہے تاکہ قارئین کرام کو اجمالا آپ کی ذات پاک سے واقفیت ہو سکے۔ واللہ الموفق

قبل ولادت بزرگوں کی بشارتیں

دنیا میں جب کوئی عظیم الشان ہستی رونما ہونے والی ہوتی ہے اس سے قبل ہی اس کے چرچے شروع ہو جاتے ہیں، ان کی ولادت سے قبل ہی معظم اشخاص وجود مسعود کی بشارتیں دیتے ہیں جو ان کی عظمت و شان اور رفعت و منزلت پر دال ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی جلوہ گری سے پہلے بہت سے سلف صالحین اور بزرگوں نے آپ کی بشارتیں دیں، اسی طرح ابھی مخدوم اشرف سمنانی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کی عظمت کا پرچم بلند ہو گیا، بڑے بڑے بزرگوں نے آپ کی ولادت باسعادت کی بشارتیں دیں۔

چنانچہ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری اور خواجہ قطب الدین بختیاری کاکی اوسی رحمۃ اللہ تعالی علیھما نے سینکڑوں سال قبل آپ کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "میرے سلسلے میں غوث جہانگیر پیدا ہو گا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلے کو جاری کرے گا"۔

(صحائف اشرفی، ج ۱، ص ۱۳۰ از۔ ہم شبیہ غوث اعظم سید علی حسین میاں اشرفی المعروف اعلی حضرت اشرفی میاں)

نیز آپ کی والدۂ محترمہ فرماتی ہیں بیٹا تمہاری ولادت سے قبل سلطان العارفین حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت پاک نے مجھے بشارت دی تھی کہ تمہیں ایسا فرزند نصیب ہو گا کہ دنیا اس کے افتاب ولایت کی چمک سے منور ہو جائے

گی،اور اس کے نور ہدایت کی بدولت جہاں سے گمراہی مٹ جائے گی(لطائف اشرفی مترجم،ج ۲،ص ۴۱ صحائف اشرفی،ج ۱،ص ۷۳)

حتی کہ خود بشیر و نظیر آقا،دو جہاں کے داتا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواب میں آپ کے والد محترم کو آپ کی ولایت عظمی کی بشارت سنائی،چنانچہ فرمایا کہ حق تعالی تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا نام اعرف رکھنا،لیکن ان میں پہلا فرزند یعنی اشرف ظاہر میں دنیا کا اور باطن میں ولایت کا سلطان ہو گا۔(صحائف اشرفی،ج ۱،ص ۶۱ مفہوما)

نسبی حالات اور ولادت باسعادت

ملک فارس میں قدیم زمانے سے ایک عظیم الشان سلطنت تھی،یہ سلطنت امن و امان میں ضرب المثل تھی،اولاد در اولاد یہ سلطنت چلتے چلتے حضرت سلطان ابراہیم کے پاس پہنچی جو ایک پاکباز،دیانت دار اور متقی بادشاہ تھے،جب انہوں نے آپنی عمر کے ۲۵ سال کا مرحلہ طے کیا تو ان کا عقد ایک نہایت ہی پارسا اور عفت ماب خاتون سے ہوا،جن کا اسم گرامی خدیجہ بیگم تھا،وہ اعلی درجے کی عابدہ اور زاہدہ تھیں،اکثر راتوں میں قیام کرنا اور دن بھر روزہ رکھ کر گزارنا ان کے معمولات میں داخل تھا،تہجد کی نماز بھی ان کی کبھی ترک نہ ہوئی حتی کہ انہیں رابعۂ ثانیہ کہا جانے لگا،ان کا وہ عظیم محل جس کی بنیاد زہد و اتقا اور طاعت و عبادت پر رکھی گئی تھی،اسی محل میں علم و عرفان اور ولایت کا یہ افتاب طلوع ہوا جسے دنیا مخدوم اشرف سمنانی کے نام سے جانتی ہے،آپ کی ولادت پر پورے ملک میں پر کیف سماں چھا گیا،گھر گھر عید کی سی خوشیاں منائی جانے لگیں،یہ واقعہ تقریبا ۷۰۸ ہجری کا ہے۔

مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی والد بزرگوار حضرت سلطان سید ابراہیم کی جانب سے حسنی سید تھے،اور والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ کا سلسلۂ نسب حضور غوث الاعظم کی ہمشیرہ معظم حضرت بی بی نصیبہ سے جا ملتا ہے(ماخوذ از لطائف اشرفی مترجم،ج ۲،ص ۵۶،حیات غوث العالم،ص ۱ تا ۱۵ از حضور محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی)

آپ کو اولاد رسول ہونے کے علاوہ ایک عظیم نسبی فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان،سید ابن سید،ولی ابن ولی،حافظ ابن حافظ ، قاری ابن قاری،عالم ابن عالم نسلا بعد نسل آپ تک چلے آئے،یہ فضیلت خاص آپ ہی کے خاندان عالی کو اللہ نے عطا فرمائی ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

(صحائف اشرفی، ج ا، ص ۱۱۹)

حصول علم دین اور علمی مقام

جب پدر بزرگوار کا سایۂ عاطفت اور والدہ کی آغوش رحمت میں پروان چڑھتے چار سال کا عرصہ گزرا، اور آپ صحیح انداز میں بولنے کے قابل ہوئے، تو بزرگوں کی روش کے مطابق چار سال چار ماہ چار دن میں آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ادا ہوئی، اس کے بعد آپ کا حصول علم کا مرحلہ شروع ہو گیا۔

بعدہ آپ مکتب خانہ تعلیم علمی میں تشریف لائے پانچ برس کی چھوٹی سی عمر میں صرف ۷ ماہ ۲۶ دن کے مختصر عرصے میں ساتوں قراتوں کے ساتھ قران عظیم کا حفظ کر لیا۔

جب اپ کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی، تو اپنی دقیقہ رسی سے ایسے ایسے علمی نکات بیان فرماتے، کہ بڑے بڑے علماء عش عش کر اٹھتے تھے، ۱۲ سال کی عمر میں معانی و بلاغت و معقول و منقول، تفسیر و فقہ، حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔

فن حدیث میں امام عبد اللہ یافعی سے اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے محدثین سے سند حدیث حاصل کی۔

رب تعالی نے آپ کے قلم میں بھی بڑی جولانیت عطا فرمائی تھی، آپ نے تصوف و طریقت، فقہ و تفسیر وغیرہ مختلف علوم و فنون پر بہت سی قلمی یادگار چھوڑی ہیں، جنہیں دیکھ کر آپ کی تبحر علمی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، حتی کہ علمائے جلیل القدر نے یہاں تک فرمایا جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی مخدوم اشرف سمنانی نے فرمائیں ہیں بہت کم علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔ آپ نے قران عظیم کا فارسی زبان میں شاندار ترجمہ فرمایا، پورے قران کی تفسیر لکھی، عربی زبان میں فتاوی اشرفیہ لکھا، عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابوں پر شرح لکھیں ہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عضد الدین جو تمام علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے، انہوں نے وہ حدیث جس میں حضور نے مجدد کا تذکرہ فرمایا اس کو بیان کیا، بعدہ یکے بعد دیگرے ہر صدی کے مجدد کا ذکر کر کے فرماتے ہیں "ساتویں صدی کی مجدد حضرت مخدوم اشرف سمنانی ہیں، آپ کا وجود مبارک اجرائے شریعت و طریقت کا باعث تھا، علم شریعت میں ہی اگر آپ کے شاگردوں کے نام درج کیے جائیں تو ایک طویل دفتر تیار ہو جائے۔

حتی کہ آپ کے خلیفہ حضرت نظام الدین یمنی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خداداد علم تھا، کہ روئے زمین میں جہاں کہیں تشریف لے جاتے وہیں کی زبان میں وعظ و نصیحت اور بیان فرماتے اور اسی زبان میں وہاں کے لوگوں کے لیے کتاب لکھ کر دیتے۔

اللہ أکبر! یہ آپ کی عجیب خصوصیت ہے شاید ہی دنیا میں اس فضیلت میں کوئی آپ کا ثانی ہو۔

آپ نے عربی، فارسی، اردو، ترکی اور اس کے علاوہ دنیا کی مختلف زبانوں میں کتاب تصنیف فرمائی جن کی اگر فہرست ہی لکھی جائے تو ایک طویل طومار ہو جائے گی۔(ماخوذ از۔ صحائف اشرفی، ج ۱، ص ۱۱۴ تا ۱۱۵)

الغرض جب آپ کے علمی مقام پر نظر جاتی ہے تو عقل ورطۂ حیرت میں پڑ جاتی ہے اور برجستہ کہہ اٹھتی ہے کہ خوب جد وجہد کر کے بھی اس مقام کو پانا انسان کے بس میں نہیں اور ایک ساکت مورتی کی مانند عالم تحیر میں جلالت علم کا یہ عالم دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتی ہے کہ یقیناً آپ کا یہ مقام اللہ کی عنایت بے غایت کا ہی ثمرہ ہے ورنہ تو اس کا حصول عقلوں سے وراہے۔ و للہ الحمد

ترک سلطنت اور تلاش مرشد کامل

جب مخدوم اشرف سمنانی علم دین میں درجۂ کمال حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور آپ کی عمر مبارک ۱۴ برس کی ہوئی، تو ایک سال آپ نے فنی سپہ گری سیکھا، پھر جب والد محترم حضرت سلطان سید ابراہیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس دنیا کو خیر باد کہہ کر جنت کی جانب روانہ ہوئے تو یہ تاج شاہی حضرت مخدوم اشرف سمنانی کے سر پر سجایا گیا، اور مخدوم اشرف سمنانی فرمانروائے تختِ سمنان ہو گئے، سلطنت کی باغ ڈور آپ کے ہاتھ میں آئے دیر نہ ہوئی تھی کہ سمنان کے حالات یکسر تبدیل ہو گئے، آپ کے عہد میں عدل و انصاف اپنی معراج کو پہنچ گیا، سمنان امن و امان کا گہوارہ اور علمی مرکز بن گیا، گرد و نواح کی سلاطین عدل و انصاف کی یہ فضا دیکھ کر رشک کرنے لگے، ہر طرف آپ کا سکہ چلنے لگا، ہر جانب نام نامی کا خطبہ پڑھا جانے لگا، ایام سلطنت رانی میں اگرچہ آپ ملکی امور میں مشغول رہتے لیکن شریعت کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ فرائض و واجبات تو در کنار نوافل و مستحبات تک ترک نہ فرماتے ، حتی کہ آداب میں سے ایک ادب بھی آپ سے ترک نہ ہوا، ایک رات آپ کے پاس ابو العباس حضرت سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور ذکر الہی کی تلقین فرمائی، یوہی حضرت سیدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت ظاہر ہوئی اور آپ کو فیضان اویسیہ سے مالامال فرما دیا، ظاہرا تو آپ امور سلطنت میں مشغول نظر آتے مگر توجۂ

قلبی ذکر الٰہی کی جانب ہوتی، حقیقت تو یہ ہے کہ آپ تخت و تاج، حکمرانی اور بادشاہی کو ناپسند فرماتے کہ دل کا رجحان درویشی اور فقیر کی جانب تھا، آپ تو یہ چاہتے تھے کہ تخت و تاج کو ٹھوکر مار کا کنارہ کش ہو جائیں، لیکن والدہ کا حکم اور حضرت خضر کا یہ فرمان "ابھی کچھ دنوں تک اپنے قدم سے تختی شاہی کی عزت افزائی فرماتے رہیے" نے آپ کو تخت سلطنت پر متمکن ہونے پر مجبور کر دیا، بہر حال تقریبا ۲۰ برس کا طویل عرصہ آپ کو تاجداری کرتے گزرا، کہ جس حکم کے آپ سالوں سے منتظر تھے، جس کی تڑپ نے آپ کو بے قرار کر رکھا تھا، اس کی تکمیل کی گھڑیاں قریب آگئیں، ماہ رمضان کا مبارک مہینہ جاری تھا، ستائیسویں شب کو آپ محو عبادت تھے چونکہ پہلے سے ہی حضرت مخدوم اشرف سمنانی کے سینے میں آتش عشق شعلہ زن تھی، امنگیں شباب پر تھیں، کہ اتنے میں حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کہہ کر آپ کے پنہاں جذبات کو برانگیختہ کر دیا کہ "اشرف اب وقت آچکا ہے کہ تخت و تاج کو ٹھوکر مار دو، اگر وصال الٰہی کا تخت چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان کی طرف رخ کر لو ،وہاں حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔

اس فرمان کو سننے کے بعد آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ دلی خواہش پوری ہو گئی، برسوں سے جس کی تمنا تھی وہ آج پوری ہوئی، اگلے دن ہی اپنے برادر اصغر حضرت سید محمد اعرف کو تخت سمنان پر بٹھا دیا اور والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر رخت سفر باندھا اور حضرت خضر کی ارشاد کے موافق مرشد کی تلاش میں نکلنے کے لیے بالکل مستعد ہو گئے، یہاں آپ سمنان کی سلطنت چھوڑ کر پوری دنیا باطن کے بادشاہ بننے کے لیے سوئے ہندوستان چلتے ہیں وہاں حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام مرشد گرامی حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی کے پاس جا کر بار بار آپ کے آنے کی بابت بتاتے ہیں حتی کہ ۷۰ مرتبہ حضرت خضر نے آپ کی آمد کی بشارت آپ کے مرشد کو دی، مرشد کریم پر بھی اپنی اس مرید صادق کا اشتیاق دیدار اس قدر غالب تھا کہ حد بیان سے باہر ہے، مخدوم سمنانی سفر طے کرتے ہوئے پنڈوا کے قریب پہنچے جہاں آپ کے مرشد شیخ علاء الحق پنڈوی کی خانقاہ تھی، وہاں مرشد گرامی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ اچانک بیدار ہوئے اور بے تابانہ خانقاہ سے باہر ائے اور فرمانے لگے کہ جس کا انتظار میں دو برس سے کر رہا ہوں اس یار کی خوشبو آ رہی ہے، وہ قریب آ پہنچا ہے، حتی کہ آپ خود اپنے مرید کے استقبال کے لیے نکل پڑے، خلفاء و مریدین کے علاوہ شہر کے سب چھوٹے بڑے ساتھ چل دیے، خود آپ اپنے پیر شیخ سراج الدین اخی عثمان آئینۂ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی پالکی پر سوار ہوئے اور اپنی پالکی خالی لے گئے، لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ چلنا دشوار ہو رہا تھا، شہر سے چار کوس کے فاصلے پر آئے اور انتظار کرنے لگے، یکا یک سامنے ایک قافلہ نظر آنے لگا، ایک خادم کو خبر گیری کے لیے بھیجا اس نے بتایا کہ اشرف سمنانی نام کے نورانی شکل والے آ رہے ہیں، یہ سن کر مرشد گرامی کی خوشی کی انتہا نہ رہی، شیخ چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے، یہ وہ وقت تھا کہ جب فراق کی ساری گھڑیاں ختم ہو چکی تھیں، وصال اپنا حسین چہرہ دکھا کر مسکرانے لگا، ایک

عاشق و معشوق کی ملاقات کا پر کیف اور پر ذوق منظر زمانہ اپنی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا، جب عاشق کی معشوق پر اور معشوق کی عاشق پر نظر پڑی تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، دونوں جانب سے دلوں کا انجذاب ہوا، حضرت مخدوم سمنانی نے بے تابانہ شیخ کو دیکھ کر اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھ دیا، شیخ نے فرط محبت میں سر قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگا لیا آپ کافی دیر تک سینے سے لگائے رہے، تشنگی وصال کی سیر ابی سے رفو ہو گئی، شیخ بر حق فرمانے لگے کہ اے فرزند جس دن سے تم تارک سلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو ہر منزل پر میں تمہاری نگرانی کر رہا تھا اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا الحمد للہ کہ جدائی، مواصلت سے فراق، وصال سے بدل گئی۔

الغرض شیخ گرامی مخدوم اشرف سمنانی کو اپنی پالکی پر سوار فرما کر خانقاہ کی جانب روانہ ہوئے۔

مختصرا یہ کہ خانقاہ پہنچے، مرشد گرامی نے عنایت بے غایت فرمائی اپنی برابر میں بٹھایا، خادم سے انتظام طعام کے لیے کہا، حتی کہ چار لقمے اپنے ہاتھ سے کھلائے، سب لوگ متحیر تھے کیونکہ حضرت شیخ نے کبھی کسی کو اس طرح سرفراز نہ فرمایا تھا، بعد ازاں بیعت کی رسم ادا کی گئی مرشد گرامی شیخ علاء الحق پنڈوی کے دست حق پرست پر مخدوم سمنانی بیعت فرما کر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ (ماخوذ از لطائف اشرفی مترجم، ج ۲، ص ۳۴ تا ۵۶، صحائف اشرفی، ج ۱، ص ۷۵ تا ۸۶، حیات غوث العالم، ص ۱۹ تا ۳۶)

شیخ کی نوازشات اور تکمیل سلوک

جب مخدوم اشرف سمنانی مرید ہوئے تو مرشد گرامی کی نوازشات کے دروازے بھی مزید کھل گئے کہ بعد ارادت اپنے سر کی ٹوپی آپ کے سر پر رکھی، بعدہ آپ کو حجرہ خاص میں لے گئے، ایک پہر کامل اندر رکے رہے، محض اسی دوران میں حضرت شیخ نے آپ کو تمام اسرار و انوار اور تمام نعمتوں سے مالامال کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد حضرت شیخ باہر تشریف لائے پھر کچھ دیر بعد حجرے میں تشریف لے گئے، جب آپ کی نظر مخدوم سمنانی پر پڑی تو دیکھا کہ آپ پر عجیب و غریب کیفیت طاری تھی، اسی وقت مرشد گرامی نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور باہر تشریف لائے، اس وقت مخدوم سمنانی کے روئے زیبا کی تابناکی آفتاب سے بھی فزوں تر تھی، آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور خود تبرکات کے حجرے میں تشریف لے گئے، اور سب لوگوں کے سامنے فرمایا کہ یہ وہ تبرکات ہیں جو مجھ کو مشائخ عظام سے ملے ہیں، برسوں سے یہ چیزیں میرے پاس بطور امانت رکھی تھیں، اب ان تبرکات کا حقدار آگیا ہے لہذا میں ان تمام نعمتوں کو اس کے حوالے

کرتا ہوں، اتنا کہہ کر آپ نے وہ خرقہ جو سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی نے حضرت خواجہ سراج الدین اخی عثمان آئینہ ہند کو عطا فرمایا تھا اور ان سے آپ کو ملا تھا وہ خرقہ بھی تمام تبرکات سمیت حضرت مخدوم اشرف سمنانی کو سپرد فرمادیا۔

یوں تو مخدوم اشرف سمنانی بارہ برس اپنے مرشد کی خدمت میں رہے البتہ پہلی مرتبہ مسلسل چار برس تک آپ کی خدمت گزاری کی، اس خدمت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو زبان حق ترجمان سے آپ کو یوں مژدۂ جاں فضا سنایا کہ فرزند اشرف بستان استعداد کو میں نے تمہارے لیے خشک کر دیا اور جو کچھ ابتدا سے انتہا تک اسرار و معرفت تھے وہ سب تم کو دیے۔(لطائف اشرفی مترجم، ج ۲، ص ۵۵ تا ۵۹، صحائف اشرفی، ج ۱، ص ۸۷ تا ۹۰، حیات غوث العالم، ص ۳۷ تا ۴۰)

اکابرین اولیاء سے استفاضہ کرنا اور خرقۂ خلافت حاصل کرنا

چونکہ حضرت مخدوم اشرف سمنانی نے پوری دنیا کا سفر فرمایا اور طویل عمر پائی ہے اس لیے آپ کو کثیر مشائخ سے استفاضہ کا موقع میسر آیا، آپ نے بہت سے اولیاء کبار سے فیض حاصل کیا، آپ خود فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو ایک ۱۱۴ مشائخ سے نعمت معرفت حاصل ہوئی، جس کو میں نے جہاں سنا ان کے پاس وہاں پہنچا اور ان سے فیضیاب ہوا۔(صحائف اشرفی، ج ۲، ص ۶۹)

مزید فرماتے ہیں کہ ہر چند اس فقیر کو اس قدر مشائخ کثیرہ سے فیض حاصل ہوا کہ جس کی شرح حد سے باہر ہے۔(ایضا، ج ۲، ص ۳۷)

اگر بزرگوں سے اکتساب فیض کے حالات کو تفصیلا ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، ہم یہاں اختصارا چند بزرگوں سے استفاضہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ما قبل میں گزر چکا کہ بزرگوں کے فیض رسانی کا یہ سلسلہ تو اپ کے تخت سمنان پر متمکن ہونے کے وقت سے ہی شروع ہو گیا تھا، چنانچہ ابو العباس حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو فیض یاب فرمایا ہے۔(ایضا، ج ۱، ص ۷۰ تا ۷۱)

یو ہی جب ترک سلطنت کر کے آپ سوئے ہند روانہ ہوئے تو اثناء سفر میں حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی، آپ نے حضرت مخدوم اشرف سمنانی پر بہت نوازشیں فرمائیں حتی کہ

آپ فرماتے ہیں "برادرم اشرف ہمارے اور تمہارے درمیان میں اللہ تعالی نے روز ازل سے ہی محبت پیدا کر دی ہے، جو کچھ ۱۴۰ سے زیادہ مشائخ سے مجھے نعمتیں ملیں وہ سب کی سب میں نے تم کو عطا کی"۔(ایضا، ج ۲، ص ۴۳)

نیز اسی سفر میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحیی منیری کی روحانیت پاک ظاہر ہوئی اور کمال توجہ سے اپنا خرقہ بھی حضرت محبوب یزدانی کو عطا کر دیا۔(صحائف اشرفی، ج ا، ص ۷۹)

طوالت کے خوف کے سبب صرف اسی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب یہاں ہم ان سلسلوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں آپ کو خلافت حاصل ہوئی ہے۔

(۱) سلسلہ عالیہ چشتیہ، نظامیہ، سراجیہ:- اس سلسلے کی خلافت آپ کو اپنے پیر مرشد حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔

(۲) سلسلہ عالیہ قادریہ:- اس سلسلے کے خلافت آپ کو حضرت سید عبد الغفور حسن جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی۔

(۳) سلسلہ قادریہ جلالیہ بخاریہ

(۴) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ اشرفیہ

(۵) سلسلہ حسنیہ وحسینیہ:- ان تینوں سلاسل کے خلافت آپ کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمت اللہ تعالی علیہ سے حاصل ہوئی۔

(۶) سلسلہ کبیریہ اشرفیہ:- اس کی خلافت آپ کو شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے حاصل ہوئی۔

(۷) سلسلہ زاہدیہ اشرفیہ:- اس سلسلے کی خلافت آپ کو خواجہ بدر دین بدر عالم زاہدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی۔

(۸) سلسلہ شطاریہ اشرفیہ:- اس سلسلے کی خلافت شیخ حاجی محمد بن عارف القاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی۔

(۹) سلسلہ نقشبندیہ اشرفیہ:- اس سلسلے کی خلافت آپ کو خواجہ بہاؤ دین نقشبند رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی۔

(۱۰) سلسلہ فردوسیہ اشرفیہ:- اس کی خلافت آپ کو عالم ارواح میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحیی منیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی۔

(۱۱) سلسلہ مداریہ اشرفیہ:- اس سلسلے کی خلافت آپ کو حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار المعروف زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی۔

(۱۲) سلسلہ تابعیہ خضرویہ اشرفیہ:- اس سلسلے کا خرقہ آپ کو ایام سلطنت رانی میں حضرت ابو العباس سیدنا خضر علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے پہنا اور انہوں نے یہ خرقہ حضور احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پہنا۔

(۱۳) سلسلہ تابعیہ رضائیہ:- اس سلسلے کا خرقہ آپ نے حضرت شیخ ابو الرضا حاجی رتن ہندی رضی اللہ تعالی عنہ سے حاصل کیا اور انہوں نے بلاواسطہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے یہ خرقہ پہنا۔

(ماخوذ از صحائف اشرفی، ج ۲، ص ۴۷ تا ۴۸)

ضروری تنبیہ:- حضرت حاجی رتن ہندی رضی اللہ تعالی عنہ کی صحابیت کے بارے میں اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا اور آپ پر حد درجہ طعن و تشنیع کی ہے نہ صرف آپ کی صحابیت سے انکار کیا بلکہ آپ کو دجال اور کذاب تک کہا، لیکن حق یہ ہے کہ آپ صحابیٔ رسول ہیں۔

ہم یہاں ہم شبیہ غوث اعظم، غوث الزماں، شیخ المشائخ سید علی حسین میاں اشرفی الجیلانی المعروف اعلی حضرت اشرفی میاں کا آپ کی صحابیت سے متعلق ایک اقتباس بعینہ انہیں کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ "جب ایک ایسا ولی اللہؒ، (جو) قطب الاقطاب، غوث العالم، وارث ولایت محمدیہ اور تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ کا سردار ہو (مراد حضرت مخدوم اشرف سمنانی) اور وہ ان کی صحابیت اور درازیٔ عمر کی تصدیق فرمائیں تو اب علمائے ظواہر کو ان کی درازی عمر کی نسبت کلام کرنا مناسب نہیں۔ (صحائف اشرفی، ج ۲، ص ۵۰)

آپ کے القابات

کسی ذات کے القابات اس کی عظمت شان پر دلالت اور اس کی رفعت کی عکاسی کرتے ہیں، ہم یہاں حضرت مخدوم اشرف سمنانی کے چند القابات پر قدرے تفصیل کلام کرتے ہیں۔

(۱) لقب اوحد الدین:- چونکہ حضرت مخدوم اشرف سمنانی ایک عادل اور دیانت دار سلطان تھے، آپ کے عدل اور دیانتداری کا اعتراف ہر چھوٹے بڑے کو تھا، لہذا عام و خاص آپ کے دینی کارناموں کو دیکھ کر آپ کو اوحد الدین کہنے لگے اور "سلطان اوحد الدین سید اشرف" کہہ کر لوگ آپ کو یاد کرنے لگے۔ (حیات غوث العالم، ص ۷۱)

(۲) لقب جہانگیر (یعنی پوری دنیا میں تصرف کرنے والا):- جب حضرت مخدوم اشرف سمنانی کو چار سال کا عرصہ شیخ کی خدمت میں گزرا، تو حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی کی بڑی خواہش تھی کہ مخدوم اشرف سمنانی کے لیے کوئی لقب تجویز

کیا جائے، لیکن بتقضائے "الالقاب تنزل من السماء" کہ در حقیقت لقب وہی ہوتے ہیں جو اسمان سے اتارے جاتے ہیں، اپنی جانب سے کوئی لقب نہ دیا، اور اپنے مرید کامل کے لیے من جانب اللہ لقب کے منتظر تھے، آپ کی اس ارزو کی تکمیل کا وقت قریب آ پہنچا، صبح کا سورج نئی امنگوں کے ساتھ طلوع ہوا، یہ رات شب برات کی رات تھی، حضرت شیخ اپنی اوراد و وظائف میں مشغول تھے، بعد فراغت آپ خلوت میں تشریف فرما ہوئے، اور مراقبے میں مصروف ہو گئے حتی کہ سحر کا وقت آ گیا کہ اتنے میں در و دیوار سے "جہانگیر جہانگیر" کی صدا گونجنے لگی، آپ سمجھ گئے کہ مرید کامل کے لیے آسمانی خطاب عطا ہوا ہے فرمانے لگے کہ الحمد للہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیری مرحمت فرمایا گیا، اس وقت مخدوم اشرف سمنانی دوسرے حجرے میں تھے، جب صبح نماز فجر کے لیے حضرت شیخ اور مخدوم سمنانی باہر تشریف لائے اور بعد نماز فجر سب سے مصافحہ کیا اس وقت جو کوئی بھی مخدوم اشرف سمنانی سے مصافحہ کرتا تھا وہ یہی کہتا تھا کہ "خطاب جہانگیر مبارک ہو"۔(صحائف اشرفی، ج ا، ص ۸۹ تا ۹۰، حیات غوث العالم، ص ۴۰)

ایک ناسمجھ قلندر بارگاہ مخدوم اشرف سمنانی میں حاضر ہوا، اور آپ کے اس خداداد لقب پر معترض ہو کر چہ میگوئیاں شروع کر دی اور کہنے لگا آپ کا لقب جہانگیر کیوں ہے، کیا آپ دنیا بھر کے سارے اولیاء سب بڑھ کر ہیں، جو لقب کسی کو نہ ملا وہ آپ کو کیسے مل گیا، آپ نے اولا اس کو احسن انداز میں سمجھایا لیکن وہ بجائے سمجھنے کے اور زبان درازی کرنے لگا، آپ کی حالت میں تغیر واقع ہوا، آپ پر جلال کا غلبہ ہوا، ایک نظر قہر ڈالی اور فرمایا کہ تم اتنا سمجھنے سے عاجز ہو کہ میں جہانگیر ہوں اب میں تم کو دکھاتا ہوں کہ میں جہانگیر بھی ہوں اور جانگیر (جان لینے والا) بھی ہوں، آپ نے صرف ایک جلال کی نظر اس پر ڈالی ناگہاں اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی اور وہ وہیں زمین پر گر پڑا۔(ماخوذ از صحائف اشرفی، ج ا، ص ۲۶۹، حیات غوث العالم، ص ۴۱)

زمیں سے آسماں تک ہے رسائی میرے اشرف کی
خدا بھی میرے اشرف کا خدائی میرے اشرف کی

(۳) **لقب محبوب یزدانی:**-ماہ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ تھی، اس کی حضرت مخدوم اشرف سمنانی نے اپنے مریدین و خلفاء اور تمام ہمراہیوں کو شب قدر کی بابرکت ساعتوں میں اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا، اس مجمع میں بڑے بڑے اولیاء اور قلندر موجود تھے، مطلع فجر کے وقت تمام موجود اشخاص نے سنا کہ ہاتف غیبی نے ندا کی کہ "اشرف ہمارا محبوب ہے"

اس مژدۂ جاں فضا کو سنتے ہی خانقاہ اشرفی میں عید کا سماں چھا گیا، نیاز مندان بارگاہ کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مبارک باد اور سلامتی کے نعروں کی آواز بازگشت آسمان سے آنے لگی۔

حضرت مخدوم اشرف سمنانی کی یہ عادت کریمہ تھی کہ روزانہ فجر کی نماز مکہ معظمہ میں ادا فرماتے تھے اور طے زمان و مکان کی کرامت روزانہ ظاہر ہوتی تھی، حسب معمول اس شب قدر کی صبح کو بھی آپ مکہ معظمہ نماز فجر ادا فرمانے کے لیے تشریف لے گئے، اور نماز کامل طور سے ادا فرمائی، وہاں حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو اہل حرم کے قبلۂ محترم تھے حضرت مخدوم اشرف سمنانی کو دیکھتے ہی فرمایا" آگئے آگئے محبوب یزدانی آگئے "، اور کہا آپ کو اللہ کا دیا ہوا یہ خطاب مبارک ہو، اس وقت تقریباً پانچ سو مشائخ کرام حرم شریف میں موجود تھے، سب نے حضرت مخدوم اشرف سمنانی کو مبارکباد پیش کی اور ہر ایک حضرت کی رفعت مرتبت پر خوش و شاداں تھا، اس کے بعد حضرت مخدوم اشرف سمنانی جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے مشائخ کرام آپ کو محبوب یزدانی کہہ کر مخاطب کرتے تھے، آپ کی محبوبیت کا یہ پرچم فرش تا عرش لہرانے لگا، ہر شخص کی زبان پر آپ کے نام نامی کے ساتھ "محبوب یزدانی" کا لقب جاری ہو گیا۔(حیات غوث العالم، ص ٦٢ تا ٦٧، صحائف اشرفی، ج ا، ص ١٢١ تا ١٢٣)

ہمارے شاہ سمنانی ہوئے محبوب یزدانی

در دریائے عرفانی ہوئے محبوب یزدانی

خدا عاشق ہوا ان پر تو یہ درجہ دیا ان کو

میرے محبوب یزدانی ہوئے محبوب یزدانی

(۴) **لقب غوث العالم:**۔ اس کی تفصیل فضائل و مناقب کے بیان میں آئے گی، ان شاء اللہ الکریم

آپ کی کرامات

اولیائے کرام سے جو کام خلاف عادت صادر ہوتے ہیں انہیں کرامت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حضرت مخدوم اشرف سمنانی صاحب کرامات کثیرہ تھے کہ آپ سے بے شمار کرامات رونما ہوئیں، جن کا احاطہ نہایت دشوار، بر سبیل تیمن و تبرک آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱)حضرت محبوب یزدانی مخدوم اشرف سمنانی بنارس تشریف لائے ہوئے تھے، آپ کا خیمہ ایک بت خانے کے قریب ہی تھا، اتفاقا ایک دن آپ بت خانے کی جانب روانہ ہوئے اور مندر میں تشریف لے گئے، تمام ہنود آپ کے دیدار سے مشرف ہوئے اسی اثنا میں تحقیقات مذہبی کا ذکر چھڑ گیا، وہ اپنی قوت استدراجیہ کے ذریعے اپنے طور پر اپنے مذہب کی حقانیت کو ظاہر کرنے لگے، اتنے میں محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی فرمانے لگے کہ "اگر میں تمہارے ہی بت سے اسلام کی حقانیت ظاہر کراؤں اور دیگر مذاہب کی تکذیب کراؤں تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے"، تمام حاضرین نے برجستہ اثبات میں جواب دیا کہ اتنے میں مظہر قدرت الہی، فیض یاب دریائے کمالات مصطفائی، آئینۂ کرامات مرتضائی حضرت مخدوم اشرف سمنانی نے ایک بت کو ہاتھ میں اٹھایا اور فرمایا کہ "اگر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا دین ہی حق ہے تو کہہ " **لا اله الا الله محمد رسول الله**"۔ تاریخ شاہد ہے کہ تمام حاضرین نے اپنے ماتھوں کی انکھوں سے دیکھا اور سر کے کانوں سے سنا کہ اس بت نے ببانگ دہل بزبان فصیح برجستہ "**لا اله الا الله محمد رسول الله**" پڑھا، آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اسی وقت ایک ہزار ہندو کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔(صحائف اشرفی، ج ا، ص ۲۶۹)

(۲) ایک مرتبہ محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی احمد اباد گجرات تشریف لے گئے، آپ کے اصحاب ہمراہی سیر و تفریح کے لیے باہر نکلے، ایک شخص کے بتانے پر پتھر سے تراشی ہوئی مورتی دیکھنے کے لیے گئے، ان اصحاب میں مولانا گلخنی بھی تھے، جب اندر پہنچے تو وہاں ایک پتھر سے تراشی ہوئی حسین و مہ جبیں، پری پیکر مورتی کو دیکھا، مولانا گلخنی اس مورتی کو دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے، مورتی کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے کہ اٹھ اور میرے ساتھ چل، ساتھیوں کے بہت سمجھانے پر بھی ان پر کچھ اثر نہ پڑا اس مورتی کی محبت میں از خود رفتہ ہو چکے تھے، حتی کہ بغیر کچھ کھائے پیے کئی دن اس کا ہاتھ پکڑے گزار دیے، جب یہ بات محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی سے عرض کی گئی تو آپ خود ان کو دیکھنے کے لیے چل پڑے، جیسے ہی آپ کی نظر مولانا پر پڑی تو آپ ان کی حالت زار پر آبدیدہ ہو گئے، اور آپ نے فرمایا "کیا خوب ہوتا کہ اگر اس مورتی میں روح سما جاتی اور یہ زندہ ہو جاتی"، تاریخ گواہ ہے زمانے نے اپنی حسرت بھری نگاہوں سے یہ روح پرور منظر دیکھا کہ آپ کی زبان سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ اس مورتی میں جان پڑ گئی اور وہ کھڑی ہو گئی، آپ کی اس بے مثال کرامت کو دیکھ کر **سبحان الله سبحان الله** کی صدائیں آسمان میں گونجنے لگیں۔(صحائف اشرفی، ج ا، ص ۲۲۳)

یہ دو کرامتیں تو بطور نمونہ بیان ہوئیں، صرف انہیں دو میں آپ کی کرامات کا انحصار نہیں بلکہ روزانہ فجر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمانا، انگلی کے اشارے سے پہاڑ کا چلنا، بیماروں کو شفا دینا، مردوں کو زندہ کرنا، ایک نگاہ میں ولایت کے اعلی مقام پر پہنچا کر

واصل باللہ کر دینا، مصیبتوں کو دور فرمانا وغیرہ بے شمار حیرت انگیز اور تعجب خیز کرامات آپ کی ذات ستودہ صفات سے ظہور پذیر ہوئی ہیں جنہیں دیکھ کر عقل محو حیرت ہو جاتی ہے کہ اوروں نے تو مردہ انسانوں کو زندہ فرمایا ہے مگر آپ کی عظمت اور رفعت پہ قربان کہ آپ نے تو بے جان چیزوں کو زندگی بخشی ہے، تاریخ ایسی کرامات پیش کرنے سے عاجز ہے۔ **و للہ الحمد** **(شائقین حضرات کرامات کی تفصیل لیے صحائف اشرفی جلد اول، اور لطائف اشرفی جلد سوم ملاحظہ فرمائیں)**

آپ کے فضائل و مناقب

محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ و ارضاہ عنا کے فضائل و مناقب اس قدر نہیں کہ احاطہ تحریر میں آسکیں، قلم آپ کے جمیع فضائل کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے البتہ شمہ بطور مشتے نمونہ آپ کے چند فضائل تبرکا ذکر کیے جاتے ہیں۔

ماسبق میں بہت سے فضائل ضمنا گزر چکے ہیں مثلا یہ کے رب تعالی نے آپ کو "اشرف میرا محبوب ہے" فرما کر سعادتوں کی معراج عطا فرمائی، آپ کو لقب جہانگیر دے کر آپ کی شان آشکار فرمادی، آپ کو حضرت حاجی رتن ہندی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی ملاقات کے ذریعے مرتبۂ تابعیت پر فائز فرمایا، یہ آپ کی ایک خاص فضیلت ہے، مزید یہ کہ آپ کو ایک ایسی خاص جزئی فضیلت حاصل ہے جس سے آپ تمام اولیاء پر فضیلت رکھتے ہیں اور تمام اولیاء اللہ میں ممتاز ہیں، وہ یہ کہ پوری امت میں صرف دو ہی ایسی ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے بادشاہت کو ٹھکرا کر فقیری اور صوفیت اختیار کی ہے، پہلے تو سلطان التارکین حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں اور دوسری وہ نابغۂ روزگار ہستی محبوب یزدانی حضرت سلطان مخدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔ (حاشیہ حیات غوث العالم، ص ۲۲)

آپ کی فضیلت کے لیے یہی کیا کم تھا کہ رب تعالی نے آپ کو اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی ذریت میں پیدا فرمایا، مزید بر آں یہ کہ آپ کو ظاہر میں سمنان کے تخت و تاج کا مالک بنایا اور باطنا پوری دنیا آپ کے زیر فرمان کر دی، آپ کو اپنی محبوبیت کی دستار پہنا کر عزت و کرامت کا لباس پہنایا۔

مزید چند فضائل و مناقب گوش گزار ہیں:-

(۱) ولایت کا انتہائی درجہ غوثیت کا ہے، رب تعالی نے اپ کو مقام غوثیت سے سرفراز فرمایا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ گلبرگہ میں حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خانقاہ میں اقامت گزیں ہوئے، آپ کا خیمہ الگ جگہ نصب کیا گیا جس میں آپ اپنے خاص اصحاب کو شرف صحبت سے نوازتے، آپ کے اصحاب بارگاہ نیاز میں حاضر تھے، کچھ وقت کے بعد حضرت محبوب یزدانی پر ایسی پرجوش حالت اور عجیب وغریب اضطراب طاری ہوا جس کی شرح بیان نہیں کی جاسکتی، آپ کی یہ حالت دیکھ کر تمام حاضرین پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ کسی کو اندر ٹھہرنے کی مجال نہ رہی اور سب بے اختیاری طور پر باہر نکل آئے، کیا دیکھتے ہیں کہ مخدوم پاک از خود رفتہ ہو کر وجد فرما رہے ہیں جب یہ حالت فرو ہوئی، تو فرمایا کہ الحمد للہ یہ نعمت مل گئی۔

تمام اصحاب آپ کی اس حالت پر عالم تحیر میں سرگرداں تھے، پر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وجہ دریافت کرسکے مگر ناز پرورۂ دولت جہانگیری قدوۃ الافاق حضرت عبد الرزاق نور العین نے بکمال دلیری اس حالت کی بابت دریافت کیا۔

تو ارشاد فرمایا کہ آج کی رات غوث زمانہ وصال فرماگئے اور سارے بزرگ اس بات کے خواہاں تھے کہ یہ نعمت عظمی ہمیں نصیب ہو جائے، مگر اللہ تعالی نے بے انتہا لطف اور غیر متناہی کرم سے اس فقیر کو غوثیت کا عظیم منصب عطا فرمادیا۔

اس مژدۂ جاں فضا کو سن کر تمام اصحاب واحباب کے چہرے پر مسرت کی لہر دوڑ پڑی اور میخانۂ ارم میں جام دولت و کامیابی نوش فرمایا۔(صحائف اشرفی، ج۱، ص۱۲۹ تا ۱۳۱)

(۲) بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے صدیوں سال قبل ہی آپ کی غوثیت کا چرچہ شروع ہو گیا تھا، چنانچہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں میں نے مکہ معظمہ میں دوران طواف ایک شخص کی عجیب حالت دیکھ کر بعد میں ان سے ملاقات کی تو استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ابو بکر سبطی ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت غوث زمانہ کون ہیں؟

فرمایا کہ میں ہوں! میرے بعد سید جلال ہوں گے، اور ان کے بعد غوث سید اشرف ہوں گے۔(ایضا، ج۱، ص ۱۳۴، حیات غوث العالم، ص۶۷)

(۳) آپ کے پیرومرشد نے پہلے ہی آپ کو مقام غوثیت عطا ہونے کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جب اس مقام پر پہنچے تو اپنے پیرزادے نور کو قطبیت کا مقام عطا کردیں، چنانچہ آپ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو ایک ہی نگاہ میں مقام قطبیت پر فائز فرمادیا، لوگوں کو دکھانے کے لیے بطور حجت فرمایا کہ پہاڑ کو اشارہ کیجئے کہ چلا آئے، آپ کی زبان سے اتنا نکلا ہی تھا کہ پہاڑ

نے چلنا شروع کر دیا، آپ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ ٹھہر جا کہ میں پیر زادے کو تعلیم کر رہا ہوں پھر پیر زادے کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ پہاڑ چلنے لگا۔(صحائف اشرفی،ج ا،ص ۱۳۶)

(۴) حضرت مولانا نظام الدین یمنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی مخدوم اشرف سمنانی نے فرمایا کہ عالم غیب سے مجھ کو الہام ہوا کہ جس نے تم کو اخلاص و محبت سے دیکھا اور تمہاری صحبت اختیار کی وہ بخشا جائے گا۔(ایضا،ج ا،ص ۱۳۶)

(۵) حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معاملے کو لے کر مراقبے میں سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالی سے دریافت کیا، تو آپ فرمانے لگے کہ "یہ عزیز (مخدوم اشرف سمنانی) جس دن سے ہندوستان میں آیا ہے، اس دن سے ہندوستان کے بادشاہوں کی تقرری و معزولی اسی کے آستانے سے ہوتی ہے۔(بحر زخار مترجم،ج ا،ص ۵۱۳)

نیز یہی شیخ عبد الرحمٰن چشتی فرماتے ہیں کہ ولایت جہانگیری کے تصرف کی وجہ سے آج تک ولایت صوری و معنوی (بادشاہت و ولایت) کا عزل و نصب (عطا کرنا اور سلب کرنا) میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے مزار پر جاری ہے۔(مرآۃ الاسرار مترجم،ص ۱۰۵۷ تا ۱۰۵۸)

(۶) حضرت مخدوم اشرف سمنانی خود فرماتے ہیں "۱۲ برس سے زمین و اسمان کے خزانے کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں۔(صحائف اشرفی،ج ۲،ص ۱۳۰)

اس بات کا اعتراف بڑے بڑے اولیاء نے کیا حتی کہ خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اس بات کا اقرار کیا۔

چنانچہ ایک شخص کسی مشکل کے حل کے لیے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنی کے آستانے پر معتکف ہوا، حضرت خواجہ نے اس کو مخدوم اشرف سمنانی کے دربار میں رجوع کرنے کا حکم فرمایا، اس نے کہا میرے تو تمام تعلقات آپ سے ہیں، آپ نے مجھے واپس جانے کا حکم کیوں فرمایا، تو ارشاد فرمایا "حق سبحانہ و تعالی نے سید اشرف کو اہل ہند کی دینی و دنیاوی مشکلات دور کرنے کی کنجی عطا فرمادی ہے"۔(بحر زخار مترجم،ج ا،ص ۵۱۰)

(۷) ما سبق میں گزر چکا کہ رب تعالی کی جانب سے آپ کو لقب جہانگیری عطا ہوا ہے، اللہ کی عطا اور اس کے بے انتہا فضل سے آپ لوگوں کی مشکل کشا اور حاجت روا ہیں، حتی کہ شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں "اس علاقے (ہند) میں جنات کو دور کرنے کے لیے آپ کا نام لے دینا ہی بڑا نسخہ ہے۔(اخبار الاخیار مترجم،ص ۳۵۳)

(۸) حضرت مخدوم اشرف سمنانی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے اس فقیر تک ۱۹ غوث گزرے ہیں، مگر ان کی قبروں کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا، البتہ اس فقیر اشرف کی قبر اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر مع دیگر چند اغواث کے، نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی، کہ قیامت تک بندگان خدا ان سے فیض حاصل کریں گے اور اہل حاجت اپنی مراد پائینگے۔ (صحائف اشرفی، ج۱، ص ۱۴۰)

(۹) حضرت مخدوم اشرف سمنانی فرماتے ہیں "جو کوئی میری قبر پر آئے اس کی حاجت پوری ہوگی اور اس کی بخشش کر دی جائے گی نیز اس کی عاقبت بخیر ہوگی ان شاء اللہ۔ (ایضا، ج۱، ص ۱۴۰)

(۱۰) حضرت مخدوم پاک کا ایک مرید تھا جو اعلی درجے پر فائز تھا، لیکن اس کے دل میں کچھ تردد پیدا ہوا اور آپ کی شان میں بے ادبیاں کرنے لگا، آپ نے اسے خانقاہ سے باہر نکلوا دیا اس کا سارا مرتبہ خاک میں مل گیا وہ اس کو دوبارہ پانے کے لیے حضرت سید علی ہمدانی کے پاس پہنچا اور اپنے حال سے مطلع کیا تو آپ فرمانے لگے کہ جس دروازے کو فرزند سید اشرف جہانگیر سمنانی نے بند کر دیا ہے ہم اس کو نہیں کھول سکتے، وہ مایوس ہو کر مکہ معظمہ میں حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کے پاس پہنچا عرصے تک آپ کے پاس رہا پوری کوشش کی مگر شیخ نے فرمایا کہ اے مردود جس دروازے کو میرے بھائی سید اشرف جہانگیر نے بند کر دیا ہو اسے آج روئے زمین پر کوئی نہیں کھول سکتا۔ (ایضا، ج۱، ص ۲۴۴)

الحاصل رب تعالی نے آپ کو قطب الاقطاب، غوث الزماں اور تمام اولیاء روئے زمین کا سردار بنایا، آپ کے فضائل میں جو کچھ ذکر ہوا یہ تو سمندر میں سے قطرے کی مانند ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے فضائل احاطۂ تحریر بلکہ حد و شمار سے باہر ہیں۔

آپ کا وصال پر ملال

جیسے جیسے حضرت مخدوم اشرف سمنانی کی زندگی کے لمحات گزرتے رہے بتدریج آپ کے سینے میں سوزش عشق بڑھتی رہی، عشق کی آگ قلب میں مزید شعلہ زن ہوتی رہی، شوق وصال یار آپ کو تڑپانے لگا، محبوب کے فراق کی تاب نہ رہی پس وصال الہی کی تیاری کرنے لگے۔

آپ کا معمول تھا کہ جب محرم الحرام کے چاند کو دیکھتے تو بے ساختہ رونے لگتے تھے لیکن اس بار معاملہ عجب ہوا کہ ۸۰۸ ہجری میں جب رویت ہلال محرم ہوئی تو حد درجہ خوشی کا اظہار کرنے لگے، مریدین کو بڑا تعجب ہوا کہ اس بار خلاف معمول خوشی کا اظہار کیوں فرمایا، حضرت نور العین نے عرض کی جسارت کی اور پوچھا کہ اس سال خوشی کیوں؟

فرمایا یہ مہینہ میرے جد کریم امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے، اگر اس مہینے میں انتقال کروں تو باعتبار مہینہ اپنے جد کریم سے موافقت ہو گی، یہ سن کر محفل میں آہ وفغاں کی صدائیں بلند ہو گئیں، آپ نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ گریہ زاری سے کچھ فائدہ نہیں۔

چند دن بعد علالت نے آپ کو اپنے سائبان میں لے لیا، علالت کی خبر پا کر ایک بزرگ ملاقات کو آئے اور شفایابی کی دعا کی تو فرمایا میرے اور محبوب کے درمیان ایک باریک حجاب باقی رہ گیا ہے، کیا چاہتے ہو کہ دوست دوست سے نہ ملے۔

بعدہ مردان اخیار و ابرار حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ حضور چند روز مزید اگر فرش گیتی پر رہتے تو بہتر تھا، تو فرمایا "عنان حیات میرے ہاتھ سپرد کر دی گئی چاہوں زندہ رہوں اور چاہوں انتقال کر جاؤں، لیکن کب تک اس خاکدانی گیتی میں رہوں گا، چاہتا ہوں کہ گلزار علوی کی طرف پرواز کروں"۔

اس کے بعد یکے بعد دیگر ابدال، اوتاد وغیرہ اولیاء حاضر ہوتے رہے۔

آپ نے خود اپنی قبر انور کی جگہ کا تعین کیا، اور اس کی پوری کیفیت بیان کی کہ اس ہیئت پر میری قبر کھودی جائے، پس آپ کی حیات ہی میں آپ کا روضہ تیار کیا گیا، آپ نے فرمایا "جو کوئی اس روضہ مکرم میں آئے گا فیض سے بے نصیب نہ جائے گا"۔

آپ کی حالت میں تغیر ہوتا رہا، مردان خدا ملاقات کو آتے رہے، آپ نے اپنے نور نظر قدوۃ الافاق حضرت سید عبدالرزاق نور العین ولی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنا جانشین مقرر کیا، اور اپنے سارے مریدین و خلفاء کو یکے بعد دیگر نعمتوں سے مالا مال فرماتے رہے، آپ اپنی قبر مبارک میں ایک شبانہ روز اندر رہے جو کچھ بشارتیں اور واقعات پیش آئے ان کو "رسالہ قبریہ" میں درج فرمایا، اس میں یہ بھی مرقوم تھا کہ ۷۰ ہزار یمنی مرد آئے اور غسل دیا، رجال الغیب نے پانی ڈالا اور اوتاد نے کفن پہنایا پھر آپ کے جنازے کو عرش پر لے گئے وہاں آسمان اور زمین کے فرشتے حاضر کیے گئے، اس کے بعد ندائے غیبی نے اعلان کیا "اشرف ہمارا محبوب ہے"۔

الغرض ۲۸ محرم الحرام ماتم انگیز صبح نے اپنا حسرت آمیز چہرہ دکھلایا، آپ اپنے اوراد وظائف اور عبادت وغیرہ سے فراغت کے بعد مصلے پر رونق افروز ہو گئے، دوپہر تک فیضان برکات سے لوگوں کو مالا مال فرمایا، اس وقت آپ کے مریدین و معتقدین کا اس قدر مجمع تھا جس کا شمار کرنا مشکل تھا، آپ نے وہ تبرکات جو آپ کو مشائخ سے حاصل ہوئے تھے منگوا کر حقداروں کو سپرد فرما دیے، جب ظہر کا وقت ہوا تو آپ نے نماز کے لیے حضرت نور العین کو مصلے پر آگے کیا، بعد نماز مصافحہ وغیرہ سے

فراغت کے بعد آپ مردانہ وار بیٹھ گئے، اور اپنے مشائخ چشت کی متابعت میں محفل سماع منعقد کی، قوالوں کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ شروع کرو، قوال حضرت شیخ سعدی کے ان اشعار کو پڑھنے لگے۔

گر بدست تو آمدہ اجلم　　　　قد رضینا بما جری القلم

(ترجمہ: اے محبوب! اگر میری موت تیرے ہاتھ سے ہونی ہے تو جو کچھ لکھ دیا گیا ہے ہم اس پر راضی ہیں
حضرت خود بھی ان اشعار کو پڑھنے لگے، پھر قوالوں نے یہ نظم پڑھی۔)

خوب تر زیں دگر نباشد کار　　　　یار خنداں رود بجانب یار

سیر بیند جمال جاناں را　　　　جاں سپارد نگار خنداں را

(ترجمہ: اس سے زیادہ بہتر اور کوئی کام نہیں کہ دوست دوست کی جانب مسکراتے ہوئے جائے۔
خوب جی بھر کر محبوب کے جمال کو دیکھتا رہے اور مسکراتے ہوئے محبوب کو جاں سپرد کر دے۔)

ان اشعار کو سن کر آپ کی کیفیت تبدیل ہو گئی، اور آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، در و دیوار جوش میں آ گئے بس اسی حالت میں سو سال دنیا کو اپنے وجود سے شرف بخش کر، محبوب حقیقی کے عشق میں بحالت سماع اپنی جان جان جاناں کے سپرد فرما کر واصل باللہ ہو گئے۔ (ماخوذ از لطائف اشرفی مترجم، ج ۳، ص ۶۶۵ تا ۶۷۸، صحائف اشرفی، ج ۲، ص ۱۲۷ تا ۱۴۵، حیات غوث العالم، ص ۷۰ تا ۷۱، مرآۃ الاسرار مترجم، ص ۱۰۵۸)

سلسلۂ اشرفیہ اور اشرفیوں کے لیے بشارتیں

محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی ایک بے مثال مرشد کامل تھے، آپ کے سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی شان ہی نرالی ہے کہ یہ قادریت اور چشتیت کا سنگم ہے اس میں نقشبندیت اور سہروردیت کا فیضان نظر آتا ہے اور کیوں نہ کہ آپ کو ہر جگہ سے نوازا گیا ہے، آپ کے خلفاء مریدین اس قدر زیادہ ہیں کہ حد و شمار سے باہر ہیں، آپ کی بیعت اور ارشاد کا سلسلہ صرف انسانوں ہی پر منحصر نہیں بلکہ اس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ انسانوں اور جنوں کے علاوہ اشخاص بھی اس سے منسلک نظر

آتے ہیں، چنانچہ حضرت نظام الدین یمنی فرماتے ہیں کہ میں اور دیگر اصحاب حضرت مخدوم کے ہمراہ تھے، باارادۂ سفر حج دریا میں کشتی پر سوار تھے کہ اچانک دریا پھٹا اور ایک آدمی صورت شخص ظاہر ہوا، میرے استفسار کرنے پر بتانے لگا کہ دریا میں ایک شہر ہے جس کو مدینۃ الاشراف کہتے ہیں، اس میں ایک بزرگ ہیں جو اپنے آپ کو کم ترین خلفائے اشرفی کہتے ہیں، دس ہزار آدمی ان کے مریدین ہیں، میں بھی انہی میں سے ایک ہوں، حضرت نظام الدین یمنی نے کہا تمہارے پیر اپنے آپ کو جس حضرت مخدوم اشرف سمنانی سے منسوب کرتے ہیں وہ اسی جہاز پر موجود ہیں، یہ سن کر وہ کے قدموں میں گر گیا۔(صحائف اشرفی، ج ۱، ص ۲۳۷)

معلوم ہوا کہ یہ سلسلہ صرف زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ دریا کی گہرائی تک میں بھی اس کی رسائی ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ ہر ہر جگہ آپ کے سلسلے کے افراد موجود ہیں، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں "میں نے حق تعالی سے خواہش کی کہ کوئی شہر، کوئی زمین اور کوئی جنگل، پورب پچھم، اتر، دکھن ایسا نہ ہو جس میں اشرف کی مریدین وخلفاء نہ دیکھے جائیں مگر دوزخ میں کوئی نظر نہ آئے، تو حق تعالی نے اپنی عنایت وکرم سے میری یہ استدعا قبول فرمائی"۔(ایضا، ج ۱، ص ۱۴۵)

پتہ چلا کہ زمین کے ہر خطہ، ہر شہر ہر جنگل میں ظاہرا وباطنا اشرفی موجود رہیں گے، آپ نے اپنے مریدین پر نہایت لطف وکرم فرمایا، مریدین کی ہر جگہ مشکل کشائی اور دستگیری فرمائی، حتی کہ قبر میں بھی اپنے مرید کو تنہا نہ چھوڑا چنانچہ ایک مولوی جو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا، جب اس کا انتقال ہوا اور منکر نکیر کے سوالات کے جوابات سے عاجز ہو گیا، تو آپ نے کشف کے ذریعے اس کا حال ملاحظہ کر کے فرمایا" کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں"، جب اس کی زبان سے الفاظ نکلے تو ملائکہ نے اس پر رحم کیا اس کو چھوڑ دیا اور کہا یہ ان کا مرید ہے جن کے لیے ملکوت سماوات پر فرشتوں نے ندا کی تھی کہ اشرف محبوب یزدانی ہے غرض کہ وہ عذاب سے بچ گیا۔(ایضا، ج ۱، ص ۲۶۵)

الغرض آپ اپنے مریدین کو کسی بھی جگہ بے سروسامان نہیں چھوڑتے دنیا ہو یا عقبی، قبر ہو یا حشر ہر جگہ ان کی عقدہ کشائی فرماتے ہیں۔

آپ کے یہاں معمول تھا کہ جو کوئی مرید ہوتا اس کا نام مریدوں کے دفتر میں لکھا جاتا، ایک دن آپ نے اپنے مریدوں کے ناموں والا دفتر اٹھایا اور ایک ایک ورق پانی میں دھونے لگے، اور فرمایا "میں نے ان کی گناہوں کے نامہ اعمال دھو دیے اور بخشے ہوئے لوگوں کے دفتر میں ان کے نام لکھے گئے"۔(ایضا، ج ۱، ص ۱۴۵)

نیز فرماتے ہیں "حق تعالی نے اس فقیر پر اس قدر کرم فرمایا جس کا بیان ممکن نہیں، فرشتوں نے آسمان پر ندا دی کہ اشرف ہمارا محبوب ہے، اور ان کے مرید سچے ہوں یا جھوٹے مخالف ہوں یا موافق سب کی پیشانی پر معافی کا قلم کھینچ دیا (یعنی سب کو معاف کر دیا) اور اشرف کے واسطے بخش دیا"۔ (صحائف اشرفی، ج ۲، ص ۱۴۰، بحر زخار مترجم، ص ۵۱۴)

اشرفی ناز کر تو اپنے اشرف پر   کون پاتا ہے خاندان ایسا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپ کی شخصیت نہایت ارفع و اعلی ہے، آپ اپنے فضائل و کمالات میں بے مثل و بے مثال اور یکتائے روزگار نظر آتے ہیں، آپ کی سیرت نہایت پاکیزہ ہے جس کی خوشبو سے عاشقوں کے اذہان معطر ہو جاتے ہیں، آپ کی حیات نرالی اور ممات مثالی ہے، آپ درد مندوں کا درماں اور آفت زدوں کے مشکل کشا ہیں، آپ علم و عرفان کے بحر بے کراں، آپ کے اقوال اہل صفا کے لیے حجت، آپ کے افعال اہل باطن کے لیے دلیل قوی، آپ کے احوال اہل طریقت کے لیے باعث تقویت، آپ کی کرامات بے انتہا اور آپ کے فضائل و مناقب حد و شمار سے باہر ہیں۔
حق تو یہ ہے کہ چند صفحات کو پڑھ کر آپ کی شخصیت سے کماحقہ شناسائی نہیں ہو سکتی، لیکن اس مختصر میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں، بس میں انہیں چند الفاظ پر اس تحریر کا اختتام کرتا ہوں، اور بے حد شکر گزار ہوں اس رب کریم کا جس نے مجھے یہ عنایت بخشی، اور ناز کرتا ہوں کہ مجھے محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف سمنانی پر چند سطریں لکھنے کی توفیق میسر آئی، میں اسے اپنے لیے سرمایۂ اخرت جانتا ہوں کہ اگر قبول ہو تو میری نجات کا سبب بن جائے۔

رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ عظیم میں دعا ہے کہ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر فیضان مخدوم اشرف سمنانی سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین
گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

راقم الحروف

سگ از سگان کوئے اشرف، اسیر خواجگان چشت

فقیر محمد آفتاب

اشرفی